یہودیت میں تصور امن اور انسانی زندگی کا تقدس

تنویر قاسم*

ڈاکٹر امان اللہ بھٹی**

Every true religion advocated "Freedom" and "Peace" in the society. Judaism is the earliest revelation based religion, hence contains true teachings for the peace and tranquality in the society in its scriptures. Many teachings and injunctions are quoted in t his article in order to highlight social, legal and political measures of judaism which are meant to maintaing and enforce peace in the society.

امن دنیا کی ہر چیز سے زیادہ اہم ہے۔ تاریخ یہود میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعائے امن اس بات کی دلیل ہے کہ کرۂ ارضی کی فلاح اور اسکی معاشی وتمدنی ترقی کا انحصار امن پر ہے۔ جہاں امن ہوگا وہیں اقتصادی خوشحالی کا خواب شرمندہ تعبیر ہوگا۔

عہد نامہ قدیم میں امن کی اہمیت اور اس کی تعلیمات کچھ اس طرح بیان کی گئی ہیں:

جو امن و امان کے لئے کام کرتے ہیں خوشی پائیں گے۔[۱]

امن عداوت کی ضد ہے۔ جیسا کہ زبور میں ہے:

''میں نے یہ کہا تھا! مجھے امن چاہئے کیوں کہ وہ لوگ جنگ چاہتے ہیں۔''[۲]

پاک اور فرمانبردار رہو۔ لوگ جو امن سے محبت کرتے ہیں ان کی نسل ایک اچھا مستقبل پائے گی۔[۳]

امن کے لئے کام کرو۔ امن کی کوششوں میں لگے رہو جب تک اسے پا نہ لو۔[۴]

اے خداوند! برے لوگوں کو سزا دے۔۔۔۔ اسرائیل میں امن قائم رہے۔[۵]

خدا حکمران ہے۔۔۔۔ وہ اپنی سلطنت میں امن و امان قائم کرتا ہے۔[۶]

یہودی تعلیمات کے مطابق بھلائی و نیکی کے فروغ کے لیے امن کا قیام ناگزیر ہے۔ یہودیت کی ابتدائی روایات میں امن کو اہم قرار دیا گیا ہے اور اس کے قائم کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ حتی کہ وہ یہودی جو جنگ میں شریک ہو، اسے رحم کی ہدایت کی جاتی ہے۔ یہودیت کی یہ تعلیم ہے کہ تم جب کسی پر حملہ کرنے لگو تو پہلے امن و آشتی، یعنی صلح کی پیش کش کرو۔

---

*لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف انجینئرنگ وٹیکنالوجی، لاہور۔

** ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ کالج ریلوے روڈ، لاہور۔

جب تو کسی شہر سے جنگ کرنے کو اس کے نزدیک پہنچے تو اسے صلح کا پیغام دینا۔ ے

تم لوگوں کو پرامن رہنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کرنا ہے۔ ۸

یہودی جب کسی شہر کا محاصرہ کرتے تو کبھی بھی چاروں طرف سے گھیرا نہ کرتے بلکہ ہمیشہ ایک طرف بھاگنے اور فرار ہونے والوں کے لیے چھوڑ دیتے تھے۔ یہ بہت دلچسپ بات ہے کہ کسی ملک سے جنگ شروع کرنا یہودیوں کے لیے قومی اور ذاتی طور پر ایک آزمائش ہوتی تھی اور یہ ان کی امن پسند فطرت کی بدولت ہوتا تھا۔ ۹

"In ancient Hebrew thought, peace (shalom) was not only the absence of war but well-being if not prosperity. A famous passage which appears twice in the Bible describes all nations going to Jeruslem to learn the divine law, beating their swards into plowshares and their spears into pruning hooks, abandiong their swards, and learing war no more."Micah" adds that every man would sit under this vine and fig tree, and ideal pictuure of a small landholers in a tiny state between rival superpowers. In expectation of better future the ideal "Savidic King" is called Prince of Peace, and his governemtn is descibed as having boundless dominion and peace. to the Israelities peace was a social concept, it was visible and produced a harmonious relationship in the family in local society and between nations." ۱۰

یعنی الہامی مذہب کے پیروکار ہونے کے ناطے یہودی فطری طور پر امن پسند واقع ہوئے ہیں۔ اور یہ صورتِ حال اس وقت تک برقرار رہی جب تک انہیں گردشِ زمانہ نے اپنے فطری ماحول سے باہر نہیں نکال دیا۔

تاریخی اعتبار سے بھی یہ بات ثابت ہے۔ مثال کے طور پر جوشوا نے اسرائیل کی ریاست میں داخل ہونے سے پہلے ان کو تین خط لکھے۔ پہلے میں لکھا کہ اگر کوئی شخص اسرائیل چھوڑنا چاہے تو چھوڑنے کی اجازت ہے۔ دوسرے خط میں تھا کہ اگر کوئی امن کو قائم رکھنا چاہتا ہے تو رکھ سکتا ہے۔ تیسرے خط میں کہا ہے اگر لڑائی کرنا چاہتے ہو تو اس کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اسی طرح اب بھی رحم کے ساتھ لڑنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔

اسرائیلی وزیرِ اعظم رابن کا امن کے بارے میں بیان:

''میں آج یا کل سفر کرنے پر تیار ہوں۔ عمان، دمشق یا بیروت کسی بھی جگہ۔ امن کی

خاطر کیونکہ امن کی جیت سے بڑھ کر کوئی جیت نہیں۔"[۱۸]

لفظِ امن اور یہودی لٹریچر:

یہودیت میں امن کے وجود کی سب سے بڑی دلیل عہد نامہ قدیم میں جابجا امن وسلامتی کا تذکرہ ہے۔عہد نامہ قدیم میں امن وسلامتی اور صلح کے لیے شالوم کا لفظ مستعمل ہے۔

"اِس لئے خدا نے انسان کو اپنی ہی صورت پر پیدا کیا۔اور خدا نے اپنی ہی مشابہت پر انسان کو پیدا کیا۔اور خدا نے ان کو مرد اور عورت کی شکل وصورت بخشی۔"[۱۹]

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو بنایا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ اس دنیا میں اصلاح ودرستگی باقی رہے۔انسانوں کو نیکی قائم کرنے کے لیے کوشش کرنی چاہیے اور دوسروں سے ہمسری کرنی چاہیے تاکہ انصاف قائم رہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو تخلیق فرمایا تو رحم کے فرشتے نے کہا :

Oh, father, create thou man; make him think own noble image with heavenly pity will I fill his heart, with sympathy towards every living thing impress his being through him will they find cowses to praise thee.[۲۰]

یعنی رحم کے دیوتا نے انسان کی تخلیق کے موقع پر اپنی صفت رحم انسان میں ڈالنے کا مشورہ دیا اور امن کے دیوتا نے انسان کی شر پسندی کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

O God, create him not! They peace will disturb, the flow of blood will flow. Sure his coming. Confusion, horror, war, will blot the earth.[۲۱]

یعنی اے خدا! تو انسان کو پیدا نہ کر۔یہ امن کو برباد کردے گا،خون بہائے گا۔اس کے فساد، دہشت گردی اور جنگ سے زمین بدصورت ہوجائے گی۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان فطرتاً شر پسند تھا تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس میں اپنی صفات رکھ دیں جس سے یہ مکمل صلح جو تخلیق ہوا۔

یہودیت کے مطابق اگر ایک انسان کا خون بہایا جائے تو اس خون کا بدلہ خون ہے اور اسلامی نظریہ بھی یہی ہے۔عہد قدیم کے مطابق کسی انسان کو زندگی بخشنا خدا کو باقی رکھنے کے مترادف ہے۔کتاب پیدائش میں ہے:

اِس لئے کہ خدا نے انسان کو اپنی مشابہت پر پیدا کیا ہے۔اس لئے جو کوئی بھی کسی شخص کا خون بہاتا ہے تو دوسرا شخص اس کا خون بہائے گا۔اور کہا کہ اے نوح تیری اور تیری

اولاد کی نسل کا سلسلہ کثرت سے بڑھے اور پوری زمین میں پھیل جائے۔[۲۲]

یہودیت میں انسانی تقدس کا حصول صرف اور صرف امن سے ممکن ہے۔ یہودیت اصل کے اعتبار سے ایک پرامن مذہب ہے اور اس میں تصورِ امن بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہے۔

عبادت اور امن

یہودیت میں امن و امان کے مقام و مرتبہ کا اندازہ یہودیت میں قربانی، ہدیہ، عید، وغیرہ عبادت اور عدل و انصاف کی اہمیت سے لگایا جاسکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب معاشرے میں عدل و انصاف ہوگا تو لازمی طور پر امن و امان بھی قائم ہو جائے گا۔ یعنی اس وقت تک یہودیت میں عبادت کا تصور نہیں جب تک امن و امان کے قیام کو عمل میں نہ لایا جائے۔ اس حوالے سے عہد نامہ قدیم کی کچھ عبارات پیش کی جاتی ہیں:

> ''خداوند فرماتا ہے!۔ جب تم دعا میں اپنے ہاتھ اٹھاؤ گے تو میں تم سے منہ موڑ لوں گا۔ تم چاہے کتنی دعائیں کرو، میں نہ سنوں گا۔ تمہارے ہاتھ خون آلودہ ہیں۔ اپنے آپ کو دھو کر پاک کرلو۔ اپنے برے اعمال کو میرے نگاہوں سے دور لے جاؤ۔ بدفعلی سے باز آؤ، بھلائی کرنا سیکھو۔ انصاف طلب بنو۔ مظلوموں کی حوصلہ افزائی کرو، یتیموں کے حقوق کا تحفظ کرو اور بیواؤں کے حامی ہو۔''[۲۳]

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہودیت کے ہاں خدا کو امن و امان، عدل و انصاف اور مظلوموں، بیواؤں اور یتیموں کی دستگیری سے انحراف کر کے عبادت کرنا قطعاً ناپسندیدہ ہے۔

عہد نامہ قدیم میں ایک اور جگہ عدل و انصاف اور امن و امان ہی کو خدا کی نجات کا نام دیا گیا ہے:

> ''یقیناً اس کی نجات ان کے قریب ہے جو اس سے ڈرتے ہیں تاکہ اس کا جلال ہمارے ملک میں بسے۔ شفقت اور راستی باہم ملتے ہیں۔ راستبازی اور امن ایک دوسرے کا بوسا لیتے ہیں۔ زمین سے صداقت پھوٹتی ہے اور راستبازی آسمان پر سے جھانکتی ہے۔ بے شک خداوند اچھی چیز ہی عنایت کرے گا اور ہماری زمین اپنی پیداوار دے گی۔ راستبازی اس کے آگے آگے چلے گی اور اس کے قدموں کے لیے راہ تیار کرے گی۔''[۲۴]

زبور کے مطابق بائبل کا خدا عدل اور انصاف کا خدا ہے۔ وہ محتاج کی وکالت اور مسکین کے حق کا تحفظ کرتا ہے۔ وہ مظلوموں کے حق کو محفوظ رکھتا، بھوکوں کو روٹی کھلاتا، اسیروں کو رہا کرتا، اندھوں کی آنکھیں کھولتا، کبڑوں کو سیدھا کرتا، صادقوں سے محبت رکھتا، پردیسیوں کی حفاظت کرتا، یتیم اور بیوہ کو سنبھالتا ہے۔[۲۵]

یشوع کی کتاب بھی خدا کے عدل وانصاف، امن وامان، عبادت اور سماجی زندگی کو ملا کر سمجھتی اور پیش کرتی ہے۔ وہ محسوس کرتا ہے:

''ہم نے کہا کہ آؤ ہم اپنے لئے ایک مذبح بنانا شروع کریں جو نہ سوختنی قربانی کیلئے ہو اور نہ ذبیحہ کے لئے بلکہ وہ ہمارے اور تمہارے بعد ہماری نسلوں کے درمیان گواہ ٹھہرے تاکہ ہم خداوند کے حضور اس کی عبادت اپنی سوختنی قربانیوں اور اپنے ذبیحوں اور سلامتی کے ہدیوں سے کریں اور آئندہ زمانہ میں تمہاری اولاد ہماری اولاد سے کہنے نہ پائے کہ خداوند میں تمہارا کوئی حصہ نہیں۔[۲۶]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیت میں سماجی ناانصافی انسانی خون کرنے کے مترادف ہے۔ غریبوں کے لیے ان کی روٹی، ان کی زندگی ہے اور جو کوئی اس کو ان سے روکے وہ گویا غریبوں کا قاتل ہے۔ جو کوئی ہمسائے کی روزمرہ کی خوراک چھینتا ہے یا اس سے محروم رکھتا ہے، وہ اسے گویا قتل کرتا ہے۔ جو مزدور کی مزدوری میں ہیرا پھیری سے کام لیتا ہے، وہ اس کا خون بہاتا ہے۔ ایسے شخص کی کوئی عبادت خدا کو منظور نہیں جو اس کی عبادت کرنے کا خواہشمند تو ہو لیکن اس کے عدل کو نہ مانے نہ اس پر عمل کرے۔

ایک اور مقام پر عدل وانصاف کے ذریعے امن وامان کے قیام کو عبادت سے افضل قرار دیتے ہوئے کہا گیا ہے:

''میں تمہاری عیدوں کو مکروہ سمجھتا ہوں، مجھے ان سے نفرت ہے، مجھے تمہارا اجتماع بالکل پسند نہیں۔ ہاں تم میرے لیے سوختنی قربانیاں اور نذر کی قربانیاں گذرانتے ہو، لیکن میں ان کو قبول نہیں کروں گا۔ تم بہترین قربانیاں لاتے ہو، لیکن میں ان کا کوئی لحاظ نہیں کروں گا۔ اپنے نغموں کی آواز مجھ سے دور کرو! میں تمہارے رباب کی آواز نہ سنوں گا۔ بلکہ انصاف کو پانی کی مانند اور صداقت کو کبھی نہ سوکھنے والے چشمے کی طرح جاری رکھو۔''[۲۷]

یعنی اصلی یہودی تعلیمات امن وامان کو عبادت وریاضت سے زیادہ اہمیت دیتی تھیں۔

خدا سے محبت کے قوانین

خالق اور مخلوق کا ایک ازلی رشتہ ہے جسے عیال اللہ بھی کہا گیا ہے اسی کی تجدید کے لیے انبیاء کرام مبعوث ہوئے انبیاء بنی اسرائیل خصوصا سیدنا موسیٰؑ کی تعلیمات میں خدا کے ساتھ اس ازلی رشتے کو مضبوط تر بنانے کی تاکید کی گئی ہے۔ اس ازلی محبت کے اظہار کا پہلا زینہ ایمان کہلاتا ہے

ایمان باللہ:

عہد نامہ قدیم نے خدا سے محبت کو ایک عقیدہ اور قانون کی حیثیت سے متعارف کروایا اور ہر وقت اس کے التزام کا حکم دیا۔ نیز اپنی اولاد اور خاندان میں اس کی ترویج واشاعت کا بھی فرمان جاری کیا ہے، حکم ہوتا ہے:

> ''اے اسرائیل سن! خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔ تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل، اپنی ساری جان اور اپنی ساری قوت کے ساتھ محبت رکھو۔ یہ احکام جو آج میں تمہیں دے رہا ہوں تمہارے دل پر نقش ہوں۔ تم انہیں اپنی اولاد کے ذہن نشین کرو۔[۲۸]

امن کی سلطنت

عہد نامہ قدیم سلطنت امن کے قیام کے سلسلے میں کس قدر سنجیدہ ہے۔ اس سلسلے میں وہ ایک مثال بیان کرتا ہے۔ یہ مثال سلیمان علیہ السلام کے شاہی خاندان کی ہے جن کے ذریعے امن کی ایک سلطنت قائم ہوئی۔ عہد نامہ قدیم کی عبارت ہے:

> ''یسّی کے تنے سے ایک کونپل نکلے گی اور اس کی جڑوں سے ایک بار آور شاخ پیدا ہو گی۔ خداوند کی روح اس پر ٹھہرے گی۔ حکمت اور فہم کی روح، مصلحت اور قدرت کی روح، معرفت اور خداوند کے خوف کی روح۔ اور خداوند کے خوف میں اس کی خوشنودی ہوگی۔ وہ اپنی آنکھوں کے دیکھنے کے مطابق انصاف نہ کرے گا اور نہ اپنے کانوں کے سننے کے مطابق فیصلہ کرے گا بلکہ وہ مسکینوں کا انصاف راستی سے کرے گا اور دنیا کے غریبوں کا فیصلہ عدل سے کرے گا۔ وہ اپنی زبان کے عصا سے زمین کو مارے گا اور اپنے لبوں کے دم سے شریروں کو ہلاک کرے گا۔ راستبازی اس کا کمر بند ہوگی اور وفاداری اس کا پٹکا ہوگی۔ تب بھیڑیا برّہ کے ساتھ رہے گا اور چیتا بکری کے ساتھ بیٹھے گا۔ بچھڑا، شیر اور ایک سالہ بچھیرا اکٹھے رہیں گے۔ اور ایک چھوٹا بچہ ان کا پیش رَو ہو گا۔ گائے اور ریچھنی مل کر چریں گے۔ اور ان کے بچے اکٹھے بیٹھیں گے۔ اور شیر بیل کی طرح بھوسا کھایا کرے گا......''[۲۹]

یہوداہ کے بادشاہ آسا کی سلطنت امن:

عہد نامہ قدیم میں ہے:

''ابیاہ نے اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ آرام کیا۔ لوگوں نے اس کو داؤد کے شہر میں دفنایا۔ تب ابیاہ کا بیٹا آسا ابیاہ کی جگہ نیا بادشاہ ہوا۔ آسا کے زمانے میں ملک میں دس سال تک امن رہا۔ آسا نے خداوند اپنے خدا کے لئے اچھے اور صحیح کام کئے۔ آسا نے ان غیر ملکی قربان گاہوں کو ہٹا دیا جن کا استعمال مورتیوں کی پرستش کے لئے ہوتا تھا۔ آسا نے اعلیٰ جگہوں کو ہٹا دیا اور یادگار پتھروں کو تباہ کر دیا اور آسا نے آشیرہ کے ستون کو توڑ ڈالا۔ آسا نے یہوداہ کے لوگوں کے آبا اجداد کے خداوند خدا کے راستے پر چلنے کا حکم دیا اور آسا نے خداوند کے احکام کی تعمیل کرنے کا حکم دیا۔ آسا نے اعلیٰ جگہوں اور بخور کی قربان گاہوں کو یہوداہ کے شہروں سے ہٹا دیا۔ اس لئے جب آسا بادشاہ تھا تو مملکت میں امن تھا......۔'' ۳۰

شکستہ دلوں کے لیے خوشخبری/ تہذیبی و تمدنی امن

غمگین اور شکستہ دل لوگوں کی دلجوئی کرنا عہد نامہ قدیم کی رو سے بہت بڑا عمل ہے۔ اس حوالے سے ایک عبارت ملاحظہ ہو:

''خداوند کی روح مجھ پر ہے کیونکہ خداوند نے مجھے مسح کیا ہے تاکہ میں حلیموں کو خوشخبری سناؤں۔ اس نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ میں شکستہ دلوں کو تسلی دوں، قیدیوں کے لیے رہائی کا اعلان کروں اور اسیروں کو تاریکی سے رہا کردوں اور خداوند کے فضل کے سال کا اور خدا کے انتقام کے دن کا اشتہار دوں۔......'' ۳۱

باہمی تعاون اور ذہنی پختگی

انسان خدمت انسانیت کے لیے پیدا کیا گیا ہے بالخصوص صلح پسندی یہودیت کے ہاں نہایت اجر کا باعث ہے۔ جیسا کہ زبور میں ہے: کامل آدمی پر نگاہ کر اور راست باز کو دیکھ کیونکہ صلح دوست آدمی کے لیے اجر ہے۔ ۳۲

ساؤل اور داؤد کا قصہ......امن و معافی کی مثال:

عہد نامہ قدیم کی کتاب سموئیل میں اسرائیلی بادشاہ ساؤل کے داؤد کا قصہ مذکور ہے۔ داؤد مکمل طور پر ساؤل کے احکامات کی بجا آوری کرتا ہے بلکہ اس کی فوج کے سب سپہ سالاروں سے بڑھ کر ذہین اور بہادر

ہےاوراس نے اس کی سلطنت کی وسعت کے لیے بے شمار کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں،لیکن ان سب کے باوجود ساؤل، داؤد سے بلاوجہ دشمنی کرنے اوراس کو جان سے مارنے کی سرتوڑ کوششیں کرتا رہتا ہے۔ لیکن جب ایک دفعہ ساؤل اچانک داؤد کے ہاتھوں میں آ جاتا ہےاورداؤد کے لیےاس کا کام تمام کرنا مکمل طور پر ممکن ہو جاتا ہےتوداؤدساؤل کومعاف کردیتا ہے۔

یہ واقعہ کتاب سموئیل میں داؤدکا ساؤل کومعاف کرنا کےعنوان سے موجود ہے:۳۳

اس واقعے سےعہد نامہ قدیم اور یہودیت کے ہاں امن وامان کی قدر قیمت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ باوجودقدرت پانے کے داؤد نے اپنے جانی دشمن ساؤل کو نہ صرف معاف کیا بلکہ اس کے سابقہ احسانات کو بھی یادرکھا۔

یہودیت میں معاشرتی امن

اسرائیلی روایات میں امن ایک معاشرتی تصور تھااسے خاندان‛ معاشرہ اوراقوام کی درمیان سازگاری کی صورت میں دیکھاجاسکتا تھا۔

عہدنامہ قدیم میں قتل واغوا کی خصوصی سزائیں:

قتل انسانی معاشرے کا سب سے پہلا جرم ہے۔اس کی تباہی و بربادی سےکون واقف نہیں۔ایک انسان کاقتل پوری انسانیت کےقتل کے مترادف ہے کیونکہ ایک قتل کی صورت میں پورے انسانی معاشرے کا امن داؤپرلگ سکتا ہے۔اس حوالے سے تمام انسانی مذاہب کی مشترکہ تعلیمات ہیں۔انسانی قتل اوراغوا پر مؤثر قانون سازی سے اس کی روک تھام اورامن وامان کا قیام ممکن ہے۔عہدنامہ قدیم میں بھی اس حوالے سے کافی تفصیلی احکامات موجود ہیں۔

تحفظ جان ومال

قتل کی دوصورتیں ہوسکتی ہیں۔ایک تو یہ کہ کسی شخص کوارادتاً قتل کیاجائے،دوسرے یہ کہ ارادہ قتل کا نہ ہو بلکہ مارنے والے نے صرف ضرب پہنچانے کی غرض سے مارا ہو۔ظاہر ہے کہ انصاف کی رو سے دونوں صورتوں میں حکم مختلف ہونا چاہیے۔اس بارے میں عہدنامہ قدیم کا بیان ہے :

> اگرکوئی آدمی کسی آدمی کوایسامارے کہ وہ مرجائے تووہ لازماً جان سے ماراجائے۔تاہم اگراس نے قصداًایسانہ کیاہو بلکہ خدانے ایسا ہونے دیا ہوتواس صورت میں وہ اس جگہ

جسے میں مقرر کروں گا بھاگ جائے۔ لیکن اگر کوئی دیدہ دانستہ کسی دوسرے آدمی کو مار ڈالے تو اسے میری قربان گاہ سے دور لے جا کر مار دیا جائے۔ ۳۴؎

ماں باپ کا قتل

قتل تو عام شخص کو بھی کیا جائے تو یہ بڑا سنگین جرم ہوتا ہے لیکن اگر کوئی بد بخت اپنے والدین کو قتل کر دے تو اس کا جرم مزید سنگین ہو جاتا ہے۔ اس کے معاملے میں کسی غور و خوض اور اس کو کسی رعایت کا حق دار ٹھہرانے کے بجائے فوری اور لازمی طور پر اسے قتل کر دیا جائے۔ عہد نامہ قدیم میں ہے :

اور جو کوئی اپنے باپ یا اپنی ماں کو مارے، وہ لازماً مار ڈالا جائے۔ ۳۵؎

اغوا کی سزا

اغوا کسی بھی طرح سے قتل سے کم درجہ سنگین جرم نہیں، یہی وجہ ہے کہ عہد نامہ قدیم میں اس کی سزا قتل والی ہی رکھی گئی ہے، حکم یوں ہے :

''اور جو کوئی دوسرے شخص کو اغوا کرے' خواہ اسے بیچ دے' خواہ اپنے پاس رکھے اور پکڑا جائے تو اسے ضرور مار ڈالا جائے۔'' ۳۶؎

غلام یا لونڈی کا قتل

غلام اور لونڈی اگرچہ کسی آدمی کی اپنی ملکیت ہوتے ہیں لیکن انسان ہونے کے ناطے ان کے حقوق کا بھی لحاظ ضروری ہے۔ عہد نامہ قدیم میں اس بارے میں واضح احکامات موجود ہیں۔ ایک مقام پر ہے :

''اگر کوئی آدمی اپنے غلام یا اپنی کنیز کو لاٹھی سے ایسا مارے کہ وہ فوراً مر جائے تو اسے لازماً سزا دی جائے۔ لیکن اگر وہ ایک دو دن زندہ رہے تو اسے سزا نہ دی جائے کیونکہ وہ اس کی ملکیت ہے۔'' ۳۷؎

حمل کے ضیاع کی سزا

جس طرح کسی زندہ شخص کو قتل کرنا ایک سنگین جرم ہے، اسی طرح حمل کی حالت میں ہی کسی جان کو ختم کر دینا بھی نا قابل معافی جرم ہے۔ اس بارے میں عہد نامہ قدیم میں ہے:

''اگر وہ لوگ جو باہم لڑ رہے ہوں کسی حاملہ عورت کو ایسی چوٹ پہنچائیں جس کے باعث اس کا حمل گر جائے لیکن اسے کوئی اور ضرر نہ پہنچے تو جتنا جرمانہ اس کا شوہر مانگے

اور قاضی منظور کریں، اس سے لیا جائے۔ لیکن اگر اسے کوئی اور ضرر پہنچا ہو تو جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، دانت کے بدلے دانت، ہاتھ کے بدلے ہاتھ اور پاؤں کے بدلے پاؤں لے لینا۔ جلانے کے بدلے جلانا، زخم کے بدلے زخم اور چوٹ کے بدلے چوٹ پہنچانا......'' ۳۸

عدل وانصاف کے بارے میں احکام:

شریعتِ موسوی میں فیصلہ کرنے والے قاضیوں اور حاکموں کو عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ رشوت ستانی، اقربا پروری اور جانبداری سے سختی کے ساتھ روکا گیا ہے۔

''تمہیں لوگوں کو غریبوں کے ساتھ ناانصافی نہیں کرنے دینی چاہئے۔ ان کے ساتھ بھی دوسرے لوگوں کے جیسا انصاف ہونا چاہئے۔'' ۳۹

یہ تمام احکام قیامِ امن کے حصول کی خاطر دیے گئے ہیں۔

انصاف اور راستبازی

امن وامان کے لیے انصاف اور راستبازی کس قدر ضروری ہے، اس سے کوئی بھی ذی شعور انسان لاعلم نہیں۔ جس معاشرے سے انصاف اور راستبازی کنارہ کر جائے، اس میں دنگا وفساد، قتل و غارت اور دہشتگردی جیسی لعنتیں اپنے جھنڈے گاڑ لیتی ہیں۔ تمام الہامی مذاہب انصاف اور راستبازی کا درس دیتے رہے۔ عہد نامہ قدیم میں بھی انصاف اور راستبازی کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔

خدا ایک راست باز منصف ہے' آسمان اس کی صداقت کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ ۴۰

راست باز لوگ کہنے سے پہلے سوچتے ہیں لیکن شریر لوگ صرف برائی ہی بولتے ہیں۔ ۴۱

اے یہوداہ کے بادشاہ! تُو، تیرے حکام اور تیرے لوگ جوان پھاٹکوں سے داخل ہوتے ہیں، تم خداوند کا کلام سنو۔ خداوند فرماتا ہے کہ انصاف اور راستبازی سے کام کرو۔ ۴۲

خداوند یوں فرماتا ہے: اے اسرائیل کے امیرو! تم حد سے بڑھ گئے ہو، تم تشدد اور ستم چھوڑ دو اور وہی کرو جو جائز اور روا ہے۔ میرے لوگوں سے ان کی جائیداد نہ چھینو۔ یہ خداوند خدا نے فرمایا ہے۔ ۴۳

اور قاضیوں سے کہا کہ جو کچھ تم کرو احتیاط اور سوچ سمجھ کر کرنا۔ تم آدمیوں کی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے عدالت کرتے ہو اور جب بھی تم کوئی فتویٰ سناتے ہو خدا

تمہارے پاس ہوتا ہے لہٰذا تمہیں خدا کا خوف رہے۔ اس لیے احتیاط سے فیصلہ سنانا
کیونکہ خداوند ہمارے خدا کے ہاں ناانصافی یا جانبداری یا رشوت خوری نہیں ہے۔[۴۴]

یہوسفط نے یروشلم میں بھی بعض لاویوں، کاہنوں اور اسرائیل کے آبائی خاندانوں کے سرداروں کو خداوند کی شریعت نافذ کرنے اور جھگڑے طے کرنے کے لیے مقرر کیا اور وہ یروشلم میں رہنے لگے۔ اور اس نے انہیں یہ احکام دیے: تم ہمیشہ خداوند کا خوف کرتے ہوئے وفاداری سے اور مخلصانہ خدمت کرنا۔[۴۵]

تم فیصلہ کرتے وقت بے انصافی مت کرنا اور نہ تو غریب کی طرفداری کرنا اور نہ بڑے آدمی کا لحاظ کرنا بلکہ راستی سے اپنے ہمسایہ کا انصاف کرنا۔[۴۶]

اور جب تو کسی مقدمہ میں گواہی دے تو محض عوام کا ساتھ دینے کی خاطر انصاف کا خون نہ کر دینا۔ اور کسی غریب کے مقدمہ میں بھی جانبداری سے کام نہ لینا...... تو اپنے غریب لوگوں کے مقدمات میں انصاف کا خون نہ ہونے دینا۔[۴۷]

کتاب استثنا میں بھی انصاف کو قائم کرنے اور ہمیشہ اس پر کاربند رہنے کے بارے میں احکامات موجود ہیں، نیز عدل و انصاف کو سلطنت کے دوام اور مزید فتوحات کے لیے کلیدی حیثیت دی گئی ہے۔

تم انصاف کا خون نہ کرنا اور غیر جانبدار رہنا...... ہمیشہ انصاف پر ہی قائم رہنا تاکہ تم جیتے جی اس ملک پر قابض ہو جاؤ جو خداوند تمہارا خدا تمہیں دے رہا ہے۔[۴۸]

یعنی انصاف و راستبازی جو امن و امان کے لیے کلیدی حیثیت رکھتی ہے، اس کے احکام تورات میں جابجا موجود ہیں۔

مظلوم کی دادرسی

اس بارے میں کبھی بھی دو رائے نہیں رہیں کہ امن و مان کی صورتحال اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک مظلوموں کی دادرسی کے لیے مؤثر اقدامات نہ کیے جائیں۔ عہد نامہ قدیم میں مظلوموں سے تعاون اور ان کی دست گیری کے بارے میں بہت سے احکامات ہیں۔ ایک حکم یہ ہے:

مظلوم کو اس پر ظلم کرنے والے کے ہاتھ سے چھڑاؤ۔[۴۹]

یتیم اور بیوہ سے حسن سلوک

یتیم اور بیوہ معاشرے کے سب سے کمزور طبقے میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کا اس دنیا میں کوئی سہارا نہیں ہوتا۔ اگر ان لوگوں کی قابل قدر حد تک دستگیری نہ کی جائے تو یہ بے سہارا لوگ اپنی زندگی کو بحال رکھنے کے

لیے بہت سے نازیبا اقدامات بھی اٹھانے سے گریز نہیں کرتے جن کی وجہ سے معاشرے کا امن و امان تہہ و بالا ہو کر رہ جاتا ہے۔ لہٰذا امن و امام کے قیام کے لیے یتیموں اور بیواؤں کا پورا پورا خیال رکھنا اور ان سے حسن سلوک سے پیش آنا ضروری ہے۔ عہد نامہ قدیم میں اس بارے میں یہ حکم موجود ہے:

بیگانہ، یتیم اور بیوہ کے ساتھ برا سلوک نہ کرو، نہ تشدد سے پیش آؤ۔ ۵۰

بے گناہ کا خون

کسی معاشرے کی تباہی کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس میں بے گناہوں کا خون ہونے لگے۔ جب بھی کسی معاشرے میں ایسی صورتحال پروان چڑھی ہے، اس کی تباہی و بربادی کا آغاز ہو گیا۔ جب کسی بے گناہ کا خون ہوتا ہے تو اس کے ورثاء اپنے مقتول کا بدلہ لینے کے لیے مشتعل ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے بسا اوقات تو نسل در نسل دشمنیوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور پورا کا پورا معاشرہ اس کی لپیٹ میں آ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امن و امان کا قیام اس صورتحال پر قابو پائے بغیر ناممکن ہے۔

اسی سلسلے میں عہد نامہ قدیم رقمطراز ہے:

بے گناہ کا خون نہ بہاؤ۔ ۵۱

رشوت ستانی کی مذمت :

رشوت ستانی ایسا ناسور ہے جو معاشرے کے پورے جسم کو بیمار کر دیتا ہے۔ کسی کے حق کو غصب کرنے کے لیے ناجائز ذرائع کا استعمال پورے معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیتا ہے۔ عہد نامہ قدیم میں ہے:

''تو رشوت نہ لینا کیونکہ رشوت بیناؤں کو اندھا کر دیتی ہے اور صادقوں کی باتوں کو بدل ڈالتی ہے۔'' ۵۲

''تم رشوت نہ لینا کیونکہ رشوت دانشمند کی آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہے اور راستباز کی باتوں کو توڑ مروڑ ڈالتی ہے۔'' ۵۳

یعنی رشوت کا لین دین یہودی تعلیمات میں حرام اور نہایت قبیح جرم قرار پایا ہے۔ اگر اس معاشرتی ناسور سے شفایابی حاصل ہو جائے تو معاشرہ بہت حد تک پُرامن ہو سکتا ہے۔

عدل کی جزا اور ظلم و ناانصافی کی سزا

قدرت کا فیصلہ ہے کہ عدل و انصاف ہمیشہ معاشرے کو کامیابی و کامرانی، خوشحالی اور امن و امان کی طرف گامزن کرتا ہے اور ظلم و ناانصافی کی منزل ہمیشہ ناکامی و نامرادی، زبوں حالی اور بدامنی ہوتی ہے۔ عہد نامہ قدیم میں بھی بڑی وضاحت و صراحت سے یہ بات بیان ہوئی ہے۔

''اگر تم ان احکام پر احتیاط سے عمل کرو گے تو داؤد کے تخت پر بیٹھنے والے بادشاہ اپنے حاکموں اور لوگوں کے ساتھ، رتھوں اور گھوڑوں پر سوار ہو کر اس محل کے پھاٹکوں سے داخل ہوں گے۔ لیکن اگر تم ان احکام کو نہ مانو گے تو خداوند فرماتا ہے کہ میری جان کی قسم یہ محل ویران ہو جائے گا۔''۵۴

جرائم وعقوبات

کسی معاشرے میں امن وامان کے قیام کے لیے لوگوں کو جرائم اور ان کی قباحت سے خبردار کرنا ایک ضروری امر ہے۔ اگر کسی کو جرم کا تعارف اور اس کی قباحت کا علم نہ ہو تو اس کا اس سے بچنا ممکن نہیں ہوتا۔ اس لیے عہد نامہ قدیم میں یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ عام لوگوں کو جرائم سے خبردار کیا جائے۔

''جب تمہارے ہم وطنوں کی طرف سے جو شہروں میں رہتے ہیں کوئی ایسا مقدمہ آئے جو قتل وغارت یا شریعت اور احکام یا آئین یا قوانین سے تعلق رکھتا ہو تو تم انہیں آگاہ کرنا تاکہ وہ خداوند کے خلاف گناہ نہ کریں۔ ورنہ اس کا غضب تم پر اور تمہارے بھائیوں پر نازل ہوگا۔ تم یہ کرو تو تم سے خطا نہ ہوگی۔''۵۵

قاضیوں کا تقرر اور عدل

مختلف بستیوں میں پیش آمدہ مسائل کے حل اور جھگڑوں کے تصفیے کے لیے ضروری ہے کہ قاضی مقرر ہوں، چنانچہ عہد نامہ قدیم میں اس بارے میں درج ذیل عبارت میں حکم دیا گیا ہے:

''خداوند تمہارے خدا کے تمہیں دیے ہوئے ہر شہر میں اپنے ہر قبیلہ کے لیے قاضی اور حاکم مقرر کر لو جو سچائی سے لوگوں کا انصاف کریں۔ تم انصاف کا خون نہ کرنا اور غیر جانبدار رہنا۔''۵٦

قاضیوں کی حکم عدولی پر سزا

عہد قدیم میں جہاں امن وامان اور عدل وانصاف کے قیام کے لیے قاضیوں کے تقرر کا حکم ہے، وہاں قاضیوں کو مؤثر اور ان کے احکامات کو قابل عمل بنانے کے لیے ان کی حکم عدولی پر سزا بھی مقرر کی گئی ہے۔

جیسا کہ عہد قدیم کا بیان ہے:

''جو شخص قاضی یا اس کاہن کی جو وہاں خداوند تمہارے خدا کی خدمت کے لیے کھڑا

رہتا ہے، توہین کرتا ہے، وہ جان سے مار ڈالا جائے۔ تمہیں اسرائیل سے ایسی برائی کو دور کرنا ہی ہوگا۔ اور سب لوگ سن کر ڈر جائیں گے اور پھر توہین نہ کریں گے۔"۵۷

ایک مقام پر قاضیوں اور حاکموں کے انتخاب کا مقصد امن و انصاف کا قیام قرار دیتے ہوئے اس کا طریقہ کار یوں بیان کیا گیا ہے:

"تو ان لوگوں میں سے لائق آدمی چن لے، ایسے آدمی جو خدا ترس اور قابل اعتماد ہوں اور رشوت کے دشمن ہوں اور انہیں ہزار ہزار، سوسَو، پچاس پچاس اور دس دس افراد پر بطور حاکم مقرر کردے تاکہ وہ ہر وقت لوگوں کا انصاف کریں۔"۵۸

مجلس قانون ساز

اگر کوئی ایسا مسئلہ پیش آجائے جس کا فیصلہ حاکم وقت کے لیے موجودہ قانون کی روشنی میں کرنا مشکل ہو تو اس کے بارے میں عہد نامہ قدیم میں یہ رہنمائی موجود ہے کہ ایک قانون ساز مجلس کی تقرری کرلی جائے اور باہم مشورہ سے معاملہ طے کرلیا جائے۔ بائبل میں مرقوم ہے:

"اگر تیری بستیوں میں کہیں آپس کے خون یا آپس کے دعوے یا آپس کی مار پیٹ کی بابت کوئی جھگڑے کی بات اٹھے اور اس کا فیصلہ کرنا تیرے لیے نہایت ہی مشکل ہو تو اٹھ کر اس جگہ جسے خداوند تیرا خدا چنے گا اور لاوی، کاہنوں اور ان دونوں کے قاضیوں کے پاس پہنچ کر ان سے دریافت کرنا اور وہ تجھ کو فیصلہ کی بابت بتائیں گے۔ اور تو اس فیصلہ کے مطابق جو وہ تجھ کو اس جگہ سے تجھ کو بتائیں اس کے مطابق کرنا اور جو فتویٰ وہ دیں، اس سے دائیں بائیں نہ مڑنا۔"۵۹

اسی طریقے کو شریعتِ اسلامی میں اجتماعی اجتہاد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جو کہ اجماع کے قریب ترین چیز ہے۔

جھگڑے کی صورت میں عدالت سے رجوع

معاشرے میں ہونے والے جھگڑوں کے تصفیے، ظالم کو سزا دینے اور مظلوم کی دادرسی کے لیے عدالتوں سے رجوع کرنا ضروری ہے، ورنہ ملک خانہ جنگی کا شکار ہوکر رہ جائے گا اور اس کا سارا امن تہہ و بالا ہو جائے گا، دنگا و فساد کو راہ مل جائے گی۔ عہد نامہ قدیم بھی اس سلسلے میں یہی ہدایات جاری کرتا ہے:

''اگر لوگوں میں کسی طرح کا جھگڑا ہو تو وہ عدالت میں آئیں تا کہ قاضی ان کا انصاف کریں، صادق کو بے گناہ ٹھہرائیں اور شریر پر فتویٰ دیں۔'' ۶۰

گواہی کی ضرورت واہمیت اور گواہوں کی تعداد

کسی بھی مجرم کے جرم کو ثابت کرنے کے لیے گواہی کی بڑی اہمیت ہے اور درست فیصلہ کرنے اور عدل وانصاف اور امن قائم کرنے کے لیے سچی گواہی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ عہد قدیم میں بھی اس حوالے سے کافی ہدایات موجود ہیں، چنانچہ گواہی کی ضرورت اور گواہوں کی تعداد کے بارے میں عہد نامہ قدیم میں ہے:

''دو یا تین گواہوں کی شہادت کی بنا پر ہی کوئی شخص جان سے مارا جائے۔ ایک گواہ کی شہادت سے کوئی شخص جان سے نہ مارا جائے۔ اسے مار ڈالنے کے لیے سب سے پہلے گواہوں کے اور ان کے بعد دوسرے لوگوں کے ہاتھ اس پر اٹھیں۔ تمہیں اپنے بیچ سے ایسی برائی کو دور کرنا ہی ہوگا۔'' ۶۱

ایک اور مقام پر بھی عہد نامہ قدیم میں گواہی کی ضرورت واہمیت اور گواہوں کی تعداد کے بارے میں ہدایات موجود ہیں:

''اگر کوئی شخص کسی انسان کو مار ڈالے تو اس قاتل کو گواہوں کی شہادت پر ہی قتل کیا جائے۔ لیکن کسی ایک ہی گواہ کی شہادت پر کوئی شخص قتل نہ کیا جائے۔'' ۶۲

دو یا تین گواہ کسی پر الزام کے ثبوت کے لیے ضروری ہیں، اس بارے میں عہد نامہ قدیم رقمطراز ہے:

''اگر کسی شخص پر کسی خطا یا لغزش کا الزام ہو جو اس سے سرزد ہوئی ہو تو اسے گنہ گار قرار دینے کے لیے ایک گواہ کافی نہیں۔ ایسا معاملہ دو یا تین گواہوں کی شہادت سے طے کیا جائے۔'' ۶۳

معلوم ہوا کہ یہودی تعلیمات میں گواہی کو خاص اہمیت حاصل ہے اور گواہی کا نظام امن وامان کی صورت حال کو یقینی بنانے کے لیے بہت مفید ہے۔

جھوٹی گواہی کی ممانعت اور سزا

جھوٹی گواہی ایک بہت بڑا معاشرتی ناسور ہے۔ اس سے مظلوم ظالم اور ظالم مظلوم بن جاتا ہے۔ یوں سارے کا سارا انصاف اور امن تہہ و بالا ہو جاتا ہے۔ اسی لیے عہد نامہ قدیم میں جھوٹی گواہی دینے سے روکا

گیا ہے اور اس کی سخت سزا مقرر کی گئی ہے۔ عہد نامہ قدیم میں جھوٹی گواہ سے یوں منع کیا گیا ہے:

> تو اپنے پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا۔[۶۴]

جھوٹی گواہی کی سزا کیا ہے؟ اس بارے میں عہد نامہ قدیم میں ہے :

> ''اگر کوئی کینہ پرور گواہ کسی آدمی پر کسی خطا کا الزام لگانے کے لیے کھڑا ہو تو وہ دونوں فریق جو اس مقدمہ میں الجھے ہوئے ہوں خداوند کے حضور کاہنوں اور ان قاضیوں کے آگے کھڑے ہوں جو ان دنوں برسر اقتدار ہوں۔ قاضی پوری تحقیقات کر لیں اور اگر گواہ جھوٹا ثابت ہو اور اگر اس نے اپنے بھائی کے خلاف جھوٹی گواہی دی ہو تو اس کے ساتھ وہی سلوک کرنا جیسا وہ اپنے بھائی کیساتھ کرنا چاہتا تھا۔ تم اپنے بیچ میں سے ایسی برائی کو دور کر دینا۔ اور باقی کے لوگ یہ سن کر ڈریں گے اور پھر کبھی ایسی برائی تمہارے درمیان نہ ہو پائے گی۔''[۶۵]

یعنی جھوٹی گواہی دینے والے کو اسی مصیبت میں گرفتار کر دیا جائے جس میں وہ اپنے بھائی کو کرنا چاہتا تھا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہودی تعلیمات امن کے قیام کے لیے بہت مخلص ہیں۔

قانون قصاص

دنیا میں امن قائم کرنے کے لیے قانونِ قصاص لازمی امر ہے۔ قصاص کے قانون کو نافذ کیے بغیر کبھی بھی امن اور عدل وانصاف کا قیام ممکن نہیں۔ گویا انسانی زندگی کی بقا کے لیے قانونِ قصاص کا نفاذ ضروری ہے۔ قرآن کریم نے اسی حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾[۶۶]

> ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! قتل ہو جانے والوں (کے معاملے میں) تمہارے لیے بدلہ لینا فرض کر دیا گیا ہے۔ آزاد، آزاد کے بدلے، غلام، غلام کے بدلے اور عورت، عورت کے بدلے ، پھر جس (قاتل) کو اس کا بھائی (مقتول کا ولی) کچھ

(قصاص) معاف کر دے تو معروف طریقے سے اتباع (دیت کا مطالبہ) ہو اور اچھے طریقے سے (دیت کی ادائیگی) ہو۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے تخفیف اور رحمت ہے۔ پھر اس کے بعد جس شخص نے زیادتی کی، اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اور اے عقل والو! تمہارے لیے برابر کا بدلہ لینے میں ہی زندگی ہے تاکہ تم (قتل و غارت سے) بچو۔"

قانونِ قصاص کو عہد نامہ قدیم نے یوں بیان کیا ہے:

"جان کا بدلہ جان، آنکھ کا بدلہ آنکھ، دانت کا بدلہ دانت، ہاتھ کا بدلہ ہاتھ اور پاؤں کا بدلہ پاؤں ہو۔"[۶۷]

ادیانِ ثلاثہ کی تعلیمات امن و امان کے حوالے سے ملتی جلتی ہیں، اس کی تصدیق تورات اور قرآن کے قانونِ قصاص سے بخوبی ہو رہی ہے۔

عام لوگوں کے لیے قوانین امن

امن و امان کے لیے کچھ خاص احکامات تو قاضیوں اور حاکموں سے متعلق ہوتے ہیں اور کچھ احکامات عام لوگوں کی روزمرہ زندگی میں امن و امان کی فضا پیدا کرنے کے لیے ہوتے ہیں۔ عمومی طور پر ہوتا یہ ہے کہ خصوصی احکام کو اہمیت دی جاتی ہے اور عمومی احکامات کو فراموش کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ جب تک عوام میں امن و امان کے اصول لاگو نہیں ہوں گے، امن و امان کا قیام ایک خواب ہی رہے گا۔ اس حوالے سے عہد نامہ قدیم میں عام لوگوں کے لیے بہت سے قوانین امن و محبت بیان ہوئے ہیں۔

اپنے بھائیوں سے خلوص

خلوص کسی بھی پرامن معاشرے کی جان ہوتا ہے۔ عہد نامہ قدیم میں اسی لیے یہ حکم دیا گیا ہے:

"تو اپنے دل میں اپنے بھائی سے بغض نہ رکھنا۔"[۶۸]

ایک مقام پر تو عدم خلوص کو چوری اور جھوٹ کے ساتھ ملا کر اس کی قباحت و شناعت بیان کی گئی ہے۔ عہد نامہ قدیم کی کتاب احبار میں ہے:

"تم چوری نہ کرنا اور نہ جھوٹ بولنا اور نہ ایک دوسرے کو دھوکا دینا۔"[۶۹]

یعنی جس طرح چوری اور جھوٹ کی موجودگی میں بدامنی اور انتشار پیدا ہوتا ہے، اسی طرح خلوص کی

عدم موجودگی میں بھی بدامنی اور فساد کو راہ ملتی ہے۔

پڑوسی سے حسنِ سلوک

''تم اپنے پڑوسی کو مت ٹھگنا اور نہ ہی اسے لوٹنا۔'' ۰ے

نیز ایک مقام پر ہے:

''اور نہ اپنے پڑوسی کی زندگی کو خطرے میں ڈالنا۔'' اے

پڑوسی سے حسنِ سلوک کا انداز کیسا ہو، اس کے بارے میں عہد نامہ قدیم میں ہے :

انتقام نہ لینا اور نہ اپنی قوم کے کسی شخص سے کینہ رکھنا بلکہ اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت کرنا۔ ۲ے

مزدوری کی فوری ادائیگی

مزدوروں کے حقوق میں سے ایک اہم حق ان کی مزدوری اور اجرت کو پورا پورا اور وقت پر ادا کرنا ہے۔ اسلام نے بھی اس بارے میں یہ تعلیم دی ہے کہ مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری دی جائے، اسی طرح عہد نامہ قدیم میں بھی ہے:

''اور نہ کسی مزدور کی مزدوری رات بھر روکے رکھنا۔'' ۳ے

معذوروں سے حسنِ سلوک

کسی بھی معاشرے میں جہاں باصلاحیت اور صحت مند افراد ہوتے ہیں، وہاں معذور افراد بھی لازمی طور پر موجود ہوتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے کہ کسی کو صحت و عافیت سے نواز دے اور کسی کو معذوری جیسی آزمائش میں ڈال دے۔ جو لوگ صحت مند ہوتے ہیں، ان کا یہ فرض ہے کہ اپنی تندرستی کا شکریہ معذوروں سے تعاون کی صورت میں ادا کریں۔ اگر ان سے تعاون نہ ہو سکتے تو کم از کم ان کو مزید دکھ دینے سے گریز کرنا چاہیے۔ اس بارے میں عہد قدیم میں مرقوم ہے:

''تو بہرے کو نہ کوسنا اور نہ اندھے کے آگے کوئی ایسی شئے رکھنا جس سے اسے ٹھیس پہنچے، بلکہ اپنے خدا سے ڈرنا۔ میں خدا ہوں۔'' ۴ے

ناپ تول میں برابری

ہر انسان اپنی زندگی کی بقا کی خاطر دوسرے انسانوں سے لین دین کا محتاج ہے۔ کوئی بھی انسان دوسرے لوگوں سے لین دین کیے بغیر اپنی ضروریاتِ زندگی پوری نہیں کرسکتا۔ لین دین میں خرید و فروخت

ایک اہم شعبہ ہے۔ فطرتِ سلیمہ، الہامی مذاہب اور امن و امان سب کا تقاضا ہے کہ خرید و فروخت میں دیانتداری سے کام لیا جائے۔ اگر ناپ تول میں کمی کی جائے گی تو دوسروں کا استحصال ہوگا۔ یوں معاشرے کا امن تباہ ہو جاتا ہے۔ عہد نامہ قدیم میں ناپ تول میں کمی سے روکنے کے حوالے سے بہت سی تعلیمات ہیں۔ ایک مقام پر ہے:

> ''تم وزن، مقدار اور ناپ تول کے لیے ناقص پیمانوں کو استعمال میں نہ لانا۔ اور ٹھیک ترازو، ٹھیک باٹ، پورا ایفہ اور پورا ہین استعمال کرنا۔'' ۵؎

پردیسیوں سے اچھا برتاؤ

اپنا وطن بہت بڑی دولت ہے۔ اپنا دیس اپنا ہی ہوتا ہے۔ پردیس کی آسائشیں اپنے وطن کی آزمائشوں کے مقابلے میں بھی ہیچ ہوتی ہیں۔ اجنبی پن ایک مصیبت ہوتا ہے جس کا احساس صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو کہیں اجنبی زندگی گزار رہا ہو۔ پردیسیوں کو ایک تو اپنے دیس اور اپنے رشتہ داروں کی یادیں ستا رہی ہوتی ہیں دوسرے اگر دیس والے بھی اس کے ساتھ بدسلوکی روا رکھنے لگیں تو اس بے چارے کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ یوں امن و امان کے قیام میں دشواری ہوگی۔ اس سلسلے میں عہد نامہ قدیم یہ کہتا ہے:

> ''کوئی پردیسی تمہارے ساتھ تمہارے ملک میں رہتا ہو تو اس کے ساتھ بدسلوکی نہ کرنا۔ جو پردیسی تمہارے ساتھ رہتا ہو اس سے دیسی جیسا برتاؤ کرنا بلکہ تم اس سے اپنے ہی مانند محبت کرنا کیونکہ تم بھی مصر میں پردیسی تھے۔ میں خداوند تمہارا خدا ہوں۔'' ۶؎

تالمود میں تعلیمات امن

یہودیوں کا اہم فقہی ماخذ تالمود بھی امن کا داعی ہے۔ یہودی ربیوں کے اقوال اور روایات جن میں اخوت و محبت، فیاضی و کشادہ دلی کا اظہار ہوتا ہے اور وہ یہودی قوانین جن میں امن کو سب سے اہم مقصد قرار دیا گیا ہے تلخیصاً درج ذیل ہیں:

- ☆ پیار و محبت میں تھوڑی سی جگہ بھی کافی ہوتی ہے جبکہ نفرت میں کشادہ مکان بھی تنگ لگے گا۔
- ☆ دوسروں کیلئے اپنی مرضی کی قربانی دے تاکہ وہ تیرے لئے اپنی مرضی کی قربانی کو انجام دے سکیں۔
- ☆ جو انسان کو پیار کرتا ہے وہ خدا کو پیار کرتا ہے۔

دفاعی مقدمات میں گواہوں کو عدالت میں نصیحتیں کی جاتی ہیں۔ ۷؎

تلمود میں ایک مقام پر یہ الفاظ موجود ہیں:

ربی یوسی نے کہا کہ: ''بائبل مقدس ہمیں امن قائم رکھنے کے لیے دی گئی ہے۔۷۸

یہودیت کا مقصد بنی نوع انسان کو علیحدہ کرنا نہیں بلکہ متحد کرنا ہے اور یہ ربی میئر کی زندگی کا ایک عظیم اصول تھا۔۷۹

ربّی میئر جو ایک عظیم انسان تھا، اس نے کہا:

ہر آدمی انکساری اور حلیمی میں چلے نہ صرف اپنے ہم مذہب کے ساتھ بلکہ ہر انسان کے ساتھ۔۸۰

کاہن اعظم، ربّی اسماعیل نے کہا:

> ''جب ایک آدمی سچائی اور انصاف کی راہ پر چلتا ہے تو خدا اسے آگے بڑھنے میں مدد دیتا ہے لیکن اگر وہ گناہ کی راہ کو چنتا ہے تو خدا کہتا ہے کہ میں نے تجھے عقل اور مرضی دی اور تو اپنی راہ پر چل، بلکہ جیسے ایک تاجر ایسے گاہک کے لیے انتظار کرتے گا جو اچھی اور خوبصورت چیزوں کو خریدنا چاہتا ہے جبکہ وہ جو نکمی اور بے کار چیزوں کو خریدنے کی خواہش کرتا ہے، اسے کہتا ہے کہ جاؤ اور انتظار کرو۔''۸۱

مساوات انسانی

دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور شفقت کا رویہ اپنانے کے بارے میں یہودیت کی بہت سی تعلیمات ملتی ہیں۔ امیر ہوں یا غریب سب سے یکساں سلوک کرنا اور ہر ایک سے تعاون کرنا ضروری ہے۔ فیض رسانی اور ہمدردی یہودیت کے اہم ستون ہیں۔ دنیا تین چیزوں کی بنیاد پر قائم ہے: شریعت، عبادات اور مساوات۔ عہد نامہ قدیم میں احکام کا آغاز و اختتام انہی پر ہوتا ہے۔ ھبوط آدم وحوا کے بعد لباس ہی پہلا عطیہ الٰہی تھا۔

جیسا کہ لکھا ہے کہ خدا نے چمڑے کی پوشاک بنا کر آدم اور اس کی بیوی کو پہنائی۔۸۲

انسانی زندگی کا اختتامی مرحلہ تدفین ہے جو مساوات کی ابدی حقیقت ہے، جس طرح کہ مذکور ہے:

اس نے بیت فغور کے پار موآب کی وادی میں موسیٰ کو دفنایا۔ لیکن آج بھی کوئی نہیں جانتا کہ موسیٰ کی قبر کہاں ہے۔۸۳

فیض رسانی ایک ایسا الٰہی عمل ہے جسے یہودیت میں بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے یہ اگر خدا کی طرف سے ہو تو رحم کہلاتی ہے اور اگر انسانوں کے مابین ہو تو احسان کہلاتی ہے خدائے ذوالجلال نے آدم وحوا اور بنی

نوع انسان کو لباس سے مزین کر کے نعمت عطا کر کے اپنی بے پایاں رحمت کا اظہار کیا اور تجہیز و تکفین کے مراحل بھی ایسے ہیں جہاں تمام انسان ایک دوسرے کے غم میں شریک ہو کر اس الٰہی عمل کی بجا آوری کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ معاشرہ میں خیرات سے بھی مساوات کا ایک عملی اظہار ہوتا ہے جیسا کہ تالمود میں ہے:

خیرات صرف غریب کے لیے ہے لیکن فیض رسانی غریب اور امیر دونوں کے لیے ہے۔ خیرات زندوں کے لیے ہوتی ہے لیکن فیض رسانی زندوں اور مردوں دونوں کے لیے ہے۔ ۸۴

تالمود اور تورات کی ان نصوص سے یہ بات عیاں ہے کہ مساوات انسانی امن کے لیے ناگزیر ہے۔

یہودیت میں امن کے لیے قانون سازی

تعلیماتِ موسوی اپنے نزولی دور میں الہامی تعلیمات تھیں اور الٰہی احکام کی تعمیل میں امن کا قیام ان کا مقصود تھا۔ باوجود تحریف و تغیر کے عہد نامہ قدیم میں اس امن کی کچھ تعلیمات ابھی تک باقی ہیں لیکن کیا یہود ان پر عمل پیرا ہیں؟ یہودیوں کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ وہ تورات کے احکامات سے ہمیشہ پہلو تہی کرتے ہوئے موقع پرستی اور دنیوی اقتدار کے لیے ان تعلیمات کو پس پشت ڈالتے رہے۔ کون نہیں جانتا کہ قیامِ اسرائیل عدل و انصاف کی دھجیاں بکھیرنے کا عمل ہے اور آج بھی اہلِ فلسطین کی فغان نیم شبی اقوامِ عالم کو تڑپاتی ہوئی نظر آرہی ہے۔ نظری اعتبار سے آج بھی یہود کا دعویٰ امن کا ہی ہے یہاں تک کہ وہ ڈھٹائی سے اسرائیل کے قیام کو بھی امن سے تعبیر کرتے ہیں۔ لیکن حقائق اس کے برعکس ہیں یہی وجہ ہے کہ پال جانسن یہودیوں کی تاریخ تعلیماتِ امن کو یوں بیان کرتے ہیں:

''یہودیوں نے دنیا کو علم اخلاق دیا جسے خدائی تصور کے لیے ایک دلیل کہا جا سکتا ہے۔ ایک بہت ہی لادین زمانہ میں تمام دوسرے لوگوں کے مقابلے میں اکثر انہوں نے تمام انسانی سرگرمیوں کے لیے معقولیت پر مبنی اصولوں کو فروغ دیا۔ یہودی بہت زیادہ راست باز اور صاف گو رہے ہیں اور انہیں ناپسند کرنے کی یہ بھی ایک وجہ رہی ہے۔ ان کے مطابق قانون کی نظر میں ہم سب برابر ہیں، قدرت اور خلقت دونوں زندگی، زندگی کے تقدس اور انسانی عظمت کے لیے انفرادی ضمیر اور ذاتی نجات کے لیے بھی۔ اجتماعی ضمیر اور سماجی ذمہ داری کیلئے بھی امن ایک دقیق کاملیت کے لیے اور محبت اور انصاف کی اساس کے لیے بھی۔'' ۸۵

حوالہ جات و حواشی

۱۔ امثال، ۱۲:۲۰

۲۔ زبور، ۱۲۰:۷

۳۔ زبور، ۳۷:۳۷

۴۔ زبور، ۳۴:۱۴

۵۔ زبور، ۱۲۵:۵

۶۔ ایوب، ۲۵:۲

۷۔ استثنا، ۲۰:۱۰

۸۔ خروج، ۱۴:۱۴

۹۔ Violence, Terrorism and Teachings of Islam, Dr M Imtiaz Zafar, P:38.

۱۰۔ Encyclopeadia of Religion, Mircea Eliade, macmillion Publishing, Company, 1987, Vol.11, P-221

۱۱۔ پال فنڈلے، اسرائیل کی ...... دیدہ و دانستہ فریب کاریاں، (مترجم: سعید رومی)، ص ۲۱۵، صفہ پبلشرز، لاہور ۲۰۰۱ء

۱۲۔ قاموس الکتاب، ص ۵۲۸

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ ۲۔سموئیل، ۲۰:۱۹

۱۵۔ زبور، ۳۷:۳۷

۱۶۔ زبور، ۳۷:۱۱

۱۷۔ میکاہ، ۴:۱-۵

۱۸۔ یسعیاہ، ۲:۱-۵

۱۹۔ پیدائش، ۱:۲۷

۲۰۔ The Talmud, H.porano, P.330

۲۱۔ Ibid

۲۲۔ پیدائش، ۹:۶، ۷

۲۳۔ یسعیاہ ۱۱:۱-۱۷

۲۴۔ زبور، ۸۵:۹-۱۳

۲۵۔ زبور، ۱۴۶:۶-۹

۲۶۔ یشوع، ۲۲:۲۶، ۲۷

۲۷۔ عاموس، ۵:۲۱-۲۴

۲۸۔ استثنا، ۶:۱-۲۵

۲۹۔ یسعیاہ، ۱۱:۱-۱۱

۳۰۔ ۲۔تواریخ، ۱۴:۱

۳۱۔ یسعیاہ، ۶۱:۱-۵

۳۲۔ زبور، ۳۷:۳۷

۳۳۔ ۱۔سموئیل، ۲۴:۱-۶

۳۴۔ خروج، ۲۱:۱۲-۱۴

۳۵۔ خروج، ۲۱:۱۵

۳۶۔ خروج، ۲۱:۱۶

۳۷۔ خروج، ۲۱:۲۰

۳۸۔ خروج، ۲۱:۲۲-۲۵

۳۹۔ خروج، ۲۳:۶

۴۰۔ زبور، ۵۰:۶

۴۱۔ امثال، ۱۵:۲۸

۴۲۔ یرمیاہ،۲۲:۲،۳
۴۳۔ حزقی ایل،۴۵:۹
۴۴۔ ۲۔تواریخ،۱۹:۶
۴۵۔ ۲۔تواریخ،۱۹:۸،۹
۴۶۔ احبار،۱۹:۱۵
۴۷۔ خروج،۲۳:۲-۶
۴۸۔ استثنا،۱۶:۱۹،۲۰
۴۹۔ یرمیاہ،۲۲:۳
۵۰۔ ایضاً
۵۱۔ یرمیاہ،۲۲:۳
۵۲۔ استثنا،۱۶:۱۹
۵۳۔ ایضاً
۵۴۔ یرمیاہ،۲۲:۴،۵
۵۵۔ ۲۔تواریخ،۱۹:۱۰
۵۶۔ استثنا،۱۶:۱۸،۱۹
۵۷۔ استثنا،۱۷:۹-۱۳
۵۸۔ خروج،۱۸:۲۱،۲۲
۵۹۔ استثنا،۱۷:۸-۱۱
۶۰۔ استثنا،،۲۵:۱
۶۱۔ استثنا،،۱۷:۶،۷
۶۲۔ گنتی،۳۵:۳۰
۶۳۔ استثنا،،۱۹:۱۵
٦٤۔ خروج،،٢٠:١٦؛استثنا،٥:٢٠
٦٥۔ استثنا،١٩:١٥-٢٠
٦٦۔ البقرة ٢:١٧٨،١٧٩
۶۷۔ استثنا،،۱۹:۲۰
۶۸۔ احبار،۱۹:۱۷
۶۹۔ احبار،۱۹:۱۱
۷۰۔ احبار،۱۹:۱۳
۷۱۔ احبار،۱۹:۱۶
۷۲۔ احبار،۱۹:۱۸
۷۳ احبار،۱۹:۱۳
۷۴۔ احبار،۱۹:۴۱
۷۵۔ احبار،۱۹:۳۵
۷۶۔ احبار،۱۹:۳۳
۷۷۔ تالمود، انگریزی (مترجم ایچ پولانو+ اردو مترجم سٹیفن بشیر)،ص،۱۸۹مکتبہ عناویم پاکستان ، گوجرانوالہ،۲۰۰۶ء
۷۸۔ ایضاً ص،۲۱۲
۷۹ تالمود،انگریزی(مترجم ایچ پولانو+اردومترجم سٹیفن بشیر)،ص۱۴۱
۸۰۔ ایضاً ص۱۴۱
۸۱۔ ایضاً،۱۴۰
۸۲۔ پیدائش،۳:۲۱
۸۳۔ استثنا،۳۴:۶
۸۴۔ تالمود،ص۱۵۰
۸۵۔ History of Jews, Johnsom paul, P: 582